امامیہ مشن لکھنؤ کی گیارہویں دینی خدمت

امامتِ ائمۂ اثنا عشر اور قرآن

از قلم حقیقت رقم

حضرت سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ

مجتہد العصر دام ظلہ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

(۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۲ھ)

Presented by Ziaraat.Com

گذارشِ حال

یہ رسالہ جو امامیہ مشن کے سلسلۂ تبلیغ کا گیارہواں نمبر ہے حقیقۃً ایک سوال کا جواب ہے جو بعض ارباب مذہب کی طرف سے بھیجا گیا تھا اور حضرت سید العلماء دام ظلہ نے اس کا جواب تحریر فرما کر روانہ کر دیا لیکن چونکہ یہ سوال ایسا ہی جو فرقہ امامیہ اثناعشریہ کے اصول مذہبی کے متعلق مختلف حلقوں میں اہمیت کیساتھ اٹھایا جایا کرتا ہے اسلئے ہم نے جناب موصوف سے اس سوال و جواب کی نقل حاصل کر کے بطور رسالہ شایع کرنا ضروری سمجھا۔ امید ہے کہ حضرات مومنین اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید فرما کر غیر مذاہب میں مفت تقسیم فرمائینگے اور عام اہل مذاہب سے امید ہے کہ وہ اس کو صبر و سکون کے ساتھ انصاف و رواداری کی نظر سے ملاحظہ کرینگے۔ والسلام

خادم ملت

سید ابن حسین سکریٹری امامیہ مشن حسین آباد لکھنؤ

ربیع الاول ۱۳۵۲ھ

Presented by Ziaraat.Com

امامت ائمہ اثنا عشر اور وجود حجت منتظر

کا قرآن سے ثبوت

۱۹۶۲ء

۶۴۵ء

(سوال) قرآن سے اماموں کی تعداد بارہ ثابت فرمائیے اور امام حجت جناب آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود قرآن سے ثابت فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وللہ الحمد والصلوٰۃ علیٰ نبیہ وآلہ

سوال مذکورہ بالا کے جواب کے لئے حسب ذیل امور پر کامل صبر و سکون اور رواداری و انصاف کیساتھ نظر ڈالنا چاہیئے۔

(۱)

قرآن مجید کا طرز بیان

جہانتک قرآن مجید کے طرز بیان پر نظر ڈالی جاتی ہے تو اس نے اکثر امور کو نظائر کے تحت میں ظاہر فرمایا ہے اور اہل عقل کے عقول کو ان نظائر سے نتیجہ نکالنے کی دعوت دی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱) یضرب اللہ الامثال للناس لعلہم یتذکرون ۔

خداوند عالم نظائر پیش کرتا ہے لوگوں کیلئے تاکہ وہ اسکو یادداشت کے طور پر محفوظ رکھیں "

(۲) ولقد صرفنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل فابی اکثر الناس الا کفورا ۔

" ہم نے لوگوں کیلئے اس قرآن میں ہر بات کے نظائر پیش کئے ہیں لیکن اکثر لوگوں نے (انکے نتیجے سے) کفر اختیار کئے بغیر نہ مانا "

(۳) ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل ۔

" ہم نے لوگوں کیلئے اس قرآن میں ہر قسم کی نظیر پیش کی ہے "

(۴) ولقد انزلنا الیکم آیات مبینات ومثلا من الذین خلوا من قبلکم وموعظۃ للمتقین ۔

" ہم نے تم لوگوں کی جانب کھلی ہوئی واضح نشانیاں اور سابقہ امتوں کے نظائر اور متقین کیلئے موعظہ کی باتیں نازل کی ہیں "

(۵) ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقها فاما الذین آمنوا فیعلمون انہ الحق من ربہم واما الذین کفروا فیقولون ماذا اراد اللہ بہذا مثلا یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین الذین ینقضون

" خدا کو نظیر کے موقع پر اگر ضرورت ہو تو معمولی سے معمولی چیز مثلاً مچھر اور اس سے بھی چھوٹے جانور کی نظیر پیش کرنے میں کوئی باک نہیں ہے ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اسکے تحت میں کوئی حقیقت ہے جو خدا کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے اور جو لوگ کفر اختیار کئے ہوئے ہیں وہ تجاہل کے طور پر کہتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

عہد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک ہم الخاسرون

کہ آخر اس میں کس بات کی نظیر پیش کرنا منظور ہے؟ اس سے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت لوگ رستہ پر آجاتے ہیں اور گمراہ تو وہی ہوتے ہیں جو خدا کی نافرمانی کرنیوالے ہوں، جو خدا کے عہد اور قرارداد کو مضبوط ہو جانے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور جن روابط کے خدا نے قائم ہونے کا حکم دیا ہے انہیں درہم و برہم کریں اور زمین میں فتنہ و فساد اٹھاتے ہیں یہی لوگ آخر میں نقصان اٹھانے والے ثابت ہونگے"

اس سے معلوم ہوا ہے کہ خداوند عالم نے قرآن مجید کے اندر جو واقعات بیان کئے ہیں وہ صرف قصہ کہانی کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ان سے نظیر قائم کرنا منظور ہے جس سے لوگوں کو کسی خاص حقیقت کی طرف رہنمائی منظور ہوتی ہے۔

(۲)

انبیائے سابقین کے واقعات اور ان کا مقصد

قرآن مجید نے انبیائے سابقین کے واقعات اور امم ماضیہ کے حالات درج کئے ہیں۔ ظاہری صورت سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ اس نے تاریخی معلومات میں وسعت پیدا کرنے یا کتاب کے غیر معمولی طور پر خوشنما ہونے کے بجائے دلچسپ اور جاذب نظر بنانے یا ناظرین کے تفریح قلوب کیلئے ان واقعات کا تذکرہ کیا ہے لیکن یہ تمام امور اس معیار اہمیت سے انتہائی درجہ پست ہیں جو قرآن ایسی قانونی کتاب میں کسی امر کے تذکرہ کا باعث ہوں۔ اس نے قطعاً طور پر

Presented by Ziaraat.Com

بتلایا ہے کہ سابقہ واقعات کا تذکرہ اس مین صرف مثال کے طور پر اس امت کے سبق حاصل کرنے کیلیے ہے اور ان مین سے ہر واقعہ سے اس امت کو کوئی نتیجہ حاصل کرنا چاہیے اور صرف اس کو ایک گذشتہ واقعہ کی حیثیت سے نہ دیکھنا چاہیے۔ ارشاد ہوتا ہے "فاقصص القصص لعلھم یتفکرون" انکے سامنے واقعات وحالات کا تذکرہ کرو تاکہ یہ انکے نتائج مین غور کرین۔ لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب "ان لوگون کے قصون مین صاحبان عقل کیلیے سبق ہین"۔ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک وجاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکری للمومنین "ہر ایک بات جو نبیاء کے واقعات مین سے ہم تمھارے سامنے پیش کرتے ہین وہ ایسی ہی ہے کہ جس کے ذریعے سے تمھارے دل کو اطمینان حاصل ہو اور اسی کے ذیل مین تمھاری جانب حق کی تبلیغ ہوتی ہے اور مومنین کے سامنے درس نصیحت اور یاددہانی پیش کیجاتی ہین۔

(۳)

رسالتمآب مثیل حضرت موسی تھے

توریت وانجیل اور قرآن کی مطابقت

توریت کتاب استثنا مین کہ جہان حضرت موسی کی وہ تقریر درج ہے جو انھون نے شہر اردن کے جنگل مین چالیسوین برس کے گیارھوین مہینہ کی پہلی تاریخ تمام قوم

اسرائیل کو جمع کر کے کی تھی باب ۱۸ آیت ۱۵ تا ۲۰ میں ہے۔

اے قوم اسرائیل، خداوند تیرا خدا تیرے درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کریگا تم اُسکی طرف کان لگانا۔ جیسا کہ تم لوگوں نے حوریب میں اجتماع کے دن خدا سے دعا کی تھی۔ خدا نے مجھ سے فرمایا کہ ان لوگوں نے باتیں بہت اچھی کہیں۔ میں انکے لئے ان کے بھائیوں میں سے تمھارا ایسا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُسکے مونھ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنیگا تو میں اُس سے مطالبہ کروں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات جو میں نے اس کو نہیں کہی میرے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔

اس میں ایک ایسے نبی کی خبر دی گئی ہے جو موسیٰ کے مانند ہو یہ نبی جس کی خبر دی گئی تھی مسیح کے علاوہ تھا اس کا ثبوت انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۱۹-۲۱ سے ملاحظہ ہو۔

"یہ یوحنا کی گواہی ہے جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجا کہ تو کون ہے تو اس نے اعتراف کیا اور انکار نہیں کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ انھوں نے پوچھا پھر تو کیا ہے؟ ایلیا ہے؟ اس نے کہا ایلیا بھی نہیں ہوں۔ آیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں انھوں نے کہا پھر تو کون ہے تاکہ ہم انھیں جنھوں نے ہمیں بھیجا ہے جواب دیں تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا میں جنگل میں پکارنے والے کی آواز ہوں کہ خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔"

نبی نے کہا ہے، یہ لوگ جو گفتگو کے لئے بھیجے گئے فریسیین میں سے تھے، انھوں نے اُس سے
پوچھا اور کہا اگر تو مسیح نہیں ہے اور نہ ایلیا ہے اور نہ وہ نبی ہے تو پھر بپتسما کیوں دیتا ہے؟
یوحنا نے جواب دیا کہ میں پانی سے بپتسما دیتا ہوں لیکن تمھارے درمیان کھڑا ہے ایک
ایسا شخص جس کو تم نہیں جانتے ہو۔ وہ جو میرے بعد آنیوالا ہے لیکن مجھ سے مقدم
ہوا ہے جس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں ہوں وہی ہے۔"

اس اوصاف ظاہر ہے کہ اہل کتاب مطابق بشارات حضرت موسیٰ تین شخصوں کے
آنے کے منتظر تھے۔ ایک ایلیا، دوسرے مسیح اور تیسرے وہ نبی جس کو کہا گیا تھا کہ
موسیٰ کے مانند ہوگا اور حضرت یوحنا نے بھی انکے اس خیال کی تصدیق کی اور تینوں
باتوں کی اپنے سے نفی کردی کہ میں نہ ایلیا ہوں اور نہ مسیح اور نہ وہ نبی ۔

مسیح کے آنے کی پیشین گوئی حقیقۃً حضرت مسیح سے پوری ہوگئی جس کو ماننے
والوں نے مانا اور نہ ماننے والوں نے نہ مانا، باقی رہی اُس نبی کی پیشینگوئی جو حضرت
موسیٰ کے مانند ہوگا ۔

کوہ فاران کی چوٹی سے اسلام کا نور طالع ہوا اور دنیا کی شتر سوار قوم یعنی عرب سے
بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل کی اولاد سے بانی اسلام حضرت
محمد مصطفیٰ ص کا ظہور ہوا ۔

قرآن مجید نے حضرت کے متعلق تمام اون اوصاف کو پورا کردیا جو حضرت موسیٰ نے
اپنے مانند نبی کے متعلق بیان کی تھیں چنانچہ سب سے پہلے اس نے یہ کیا کہ زیادہ تر

حضرت کو نبی ہی کی لفظ سے یاد کیا ہے یہانتک کہ جس طرح عیسی کا لقب مسیح تھا اسیطرح
ہمارے نبی آخر الزمان کا گویا لقب ہی نبی تھا ملاحظہ ہو یا ایہا النبی انا ارسلناک
شاھدا ومبشرا ونذیرا۔ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی۔ یا
ایہا النبی قل لازواجک یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنافقین۔
یوم لا یخزی اللہ النبی۔ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔
یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی
لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم۔ ان ذلکم کان یؤذی النبی۔ یا
ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک۔ ما کان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ۔ یا نساء
النبی لستن کاحد من النساء۔ یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ۔ و
یستاذن فریق منھم النبی۔ النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم۔ یا ایہا النبی اتق اللہ وغیرہ
اسکے بعد اُس نبی کا وصف یہ تھا "میں (خدا) اپنا کلام اُس کے مونھ میں ڈالونگا"
جس کے دوسرے معنی یہ ہوے کہ جو کچھ اُس کے منھ سے نکلیگا وہ خداوند عالم کی وحی ہوگی
اس کو قرآن میں اس طرح ارشاد کیا کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی
پھر دوسرا وصف وہ جو کچھ میں اُس سے فرماؤنگا وہ سب انسے کہیگا۔ جس کے معنی یہ ہوے
کہ اسکی تبلیغ اور اسکی تعلیم امر خدا کے تحت میں ہوگی، اُس کو لفظ بلفظ قرآن نے اس طرح
ارشاد کیا کہ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین۔ تیسری بات "جو اُسکی
باتوں کو نہ سنیگا اُس سے مطالبہ کرونگا" اسکے متعلق صاف طور پر ارشاد کیا گیا ہے

Presented by Ziaraat.Com

ومن یکفربہ فاولئک ھم الخاسرون۔ والذین کفروا وکذبوا بآیتنا اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون وغیرہ وغیرہ۔

چوتھی بات "جو کوئی بات میں نے نہ کہی ہو وہ کہے تو قتل کیا جائیگا" اس معیار کو متعلق سرور کی طور سے ارشاد ہوا لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ ان تمام اوصاف کو لفظ بلفظ قرآن مجید نے جناب رسالتمآب کیلئے ثابت کرتے ہوئے بلند آواز سے یہ اعلان کیا کہ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا "ہم نے تمہاری طرف ایسا رسول تمہارے اوپر حاضر و ناظر بنا کر دیا مبعوث کیا جیسا فرعون کی جانب رسول حضرت موسیٰ کو مبعوث کیا تھا۔

اب توریت و انجیل کے اندر جبکہ بشارات اور قرآن کے اندر لفظ بلفظ مطابقت ہوئی اور معلوم ہوا کہ جناب رسالتمآب حضرت موسیٰ کے مثیل و شبیہ تھے اور آپ نے امت حضرت رسول کو بھی امت حضرت موسیٰ سے شباہت دیا ہے۔

(۴)

حضرت موسیٰ کی قوم میں ائمہ کا خدا کی طرف سے تقرر

جناب قدس الٰہی نے بہت واضح لفظوں میں اس امر کو بیان فرمایا کہ اس نے حضرت موسیٰ کی قوم میں اپنی جانب سے امام مقرر فرمائے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے و لقد آتینا

Presented by Ziaraat.Com

موسی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقائہ وجعلناہ ھدی لبنی اسرائیل وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون " ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی پس تم کو شک نہ ہونا چاہیے اس میں اور ہم نے اس کتاب کو ہدایت قرار دیا بنی اسرائیل کے لیے اور ہم نے ان میں کچھ امام مقرر کیے جو ہمارے امر و احکام کے تحت میں لوگوں کی ہدایت کریں جبکہ انھوں نے صبر کیا اور وہ ہمارے آیات پر یقین رکھتے تھے "

اس سے جس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی جانب سے امام مقرر فرمائے تھے اسی طرح ان امامہ کی شان بھی معلوم ہو گئی کہ یھدون بامرنا یعنی ان کے ہدایات و احکام سب کے سب خدا کی مرضی اور اس کے احکام ہی کے تحت میں ہوتے ہیں اور ان سے غلطی و ترک قانون کی نافرمانی کبھی نہیں ہوتی۔

اور یہ نتیجہ ہے اسی درجہ پاک نفسی کا جس کا نام عصمت ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ خداوند عالم نے جس طرح امامت کے تقرر کا اعلان فرمایا اسی کے ساتھ ان کی عصمت کا اظہار بھی فرما دیا ہے۔

(۵)

قوم حضرت موسیٰ کے نقبا و سرداران کی تعداد

ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل و بعثنا منھم اثنی عشر ن

وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ واٰتیتم الزکوٰۃ واٰمنتم برسلی و عزرتموھم واقرضتم اللہ قرضاً حسناً لاکفرن عنکم سیئاتکم ولادخلنکم جنات تجری من تحتھا الانھار فمن کفر بعد ذٰلک منکم فقد ضل سواء السبیل۔ "خداوند عالم نے بنی اسرائیل کا عہد و پیمان لیا اور اُن میں سے بارہ نقیب مقرر کئے اور خدا نے (بنی اسرائیل سے) کہا کہ میں تمھارے ساتھ ساتھ حاضر و ناظر ہوں اگر تم نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دی اور میرے مقرر کردہ رسولوں پر ایمان لائے اور اُن کی تائید کی اور خدا کو تم نے قرض حسن دیا تو میں تمھارے گناہوں کا کفارہ قبول کروں گا اور تم کو داخل کروں گا اُن بہشتوں میں کہ جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہونگی لیکن جس نے انکار کیا وہ یقیناً راہ راست سے علیحدہ ہو گیا"۔

اس میں خداوند عالم نے اس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ قوم موسیٰ میں نقباء کی تعداد بارہ تھی اور یہ کہ بنی اسرائیل سے اُن کے اتباع اور پیروی کا عہد لیا گیا اور اُنکی تائید و تقویت پر جنت کا وعدہ اور مخالفت کی صورت میں ہلاکت کا پیغام دیا گیا۔

اسکے ساتھ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ جس طرح قرآن مجید نے بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد بارہ بتلا کر کسی خاص حقیقت کی طرف رہنمائی کی ہے توریت نے صریحی طور پر اولاد حضرت اسمٰعیل میں بارہ امام ہونیکی خبر دی ہے۔ ملاحظہ ہو سفر تکوین باب ۱۷ آیت ۲۰ ارشاد باری بہ حضرت ابراہیم سے:

"اور اسمٰعیل میں نے اُسکے حق میں تیری بات سنی۔ دیکھ اب میں اُسکو برکت دونگا

اور اُس کو بابرکت کرونگا اور بہت افزائش دونگا اور اُس سے بارہ رئیس پیدا ہونگے اور مین اُس کو بڑی قوم بناؤنگا۔"

(۶)

حضرت موسیٰ کے جانشین انکے بھائی ہارون

اس امر کا قرآن مجید مین متعدد صورتون سے تذکرہ ہے کہ حضرت موسیٰ کے جانشین اور وزیر انکے بھائی ہرون تھے چنانچہ ارشاد ہوا۔ ولقد اتینا موسیٰ الکتاب وجعلنا معہ اخاہ ھرون وزیرا "ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اُن کے بھائی ہرون کو اُن کا وزیر منتخب کیا"۔

ایک موقع پر حضرت موسیٰ کی دعا اور اُسکی قبولیت کا تذکرہ فرمایا ہے قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھرون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا قال قد اوتیت سؤلک یاموسیٰ "(موسیٰ نے) کہا کہ بارالٰہا میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرے معاملہ کو آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کو کھولدے کہ لوگ میری بات کو سمجھ سکین اور میرے لئے میرے گھرانے مین سے وزیر مقرر کر میرے بھائی ھرون کو، اُسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کردے اور میرے کام مین اُسکو میرا شریک بنا تاکہ

ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح کریں اور تیری یاد کریں تو تو ہمیشہ سے ہماری حالت کا نگران رہا ہے۔ خدا نے فرمایا اے موسیٰ میں نے تمھاری خواہش کو قبول کیا ہے۔"

اس میں صاف اُمت رسولؐ کو اس امر سے باخبر کیا گیا ہے کہ امت موسیٰ میں جو موسیٰ کی قائمقامی کیلئے تجویز ہوئے تھے وہ کوئی غیر نہیں موسیٰ کے بھائی تھے۔

(۷)

اس اُمت میں بھی رسول کے بعد کچھ خدا کی طرف سے منتخب شدہ ہیں

ارشاد ہوتا ہے "والذی اوحینا الیک من الکتاب ھو الحق مصدقا لما بین یدیہ ان اللہ بعبادہ لخبیر بصیر ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا" یہ جو ہم نے تمھاری طرف کتاب بطور وحی اتاری ہے یہ حق ہے اور اپنے پیش رو کتب کی تصدیق کرنیوالی ہے۔ بیشک خدا اپنے بندوں کے حالات سے باخبر اور نگران ہے۔ پھر اسکے بعد ہم نے اس کتاب کا وارث قرار دیا ہے ان لوگوں کو جنھیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا ہے۔"

یہ اصطفا وہی ہے جو ہمیشہ خدا کی جانب سے مقرر شدہ منصب کا پتہ دیتا ہے۔ ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ یصطفی من الملئکۃ رسلا ومن الناس۔ یہی اصطفا وہ ہے جو رسالتمآبؐ کے اوصاف کا جوہر بنکر حضرت کے القاب میں

"محمد المصطفیٰ" کے گرانقدر عنوان سے نمایاں نظر آرہا ہے، وہ خدائی انتخاب ہے اور اُس کا اُمت رسول میں پتہ دیا گیا ہے کچھ محدود افراد کے متعلق اور معلوم ہوتا ہے کہ انھی کو قرآن مجید کا وارث یعنی اُسکی تبلیغ و تعلیم تفسیر و تاویل کا ذمہ دار اور حقیقی حقدار قرار دیا گیا ہے۔

(۸)

سلسلۂ انتخاب میں ذریت کا استحقاق

اور

نوح و ابراہیم کی نظیر

جناب قدرت الٰہی نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا ہے و الذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم "جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور انکی ذریت بھی انکے نقش قدم پر چلتی ہے تو ہم ان کے مراتب و مدارج میں انکی ذریت کو شریک قرار دیتے ہیں" ایمان و معرفت باری کے مدارج و مراتب ہیں اور ہر ایک کے کچھ خصوصیات و نتائج ہیں اور بلند ترین درجہ نبی و رسول کا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں اس کو منجانب حضرت احدیت پیشوائی خلق حاصل ہوتی ہے اور اسی پیشوائی خلق کا کسی دوسرے کی طرف منتقل ہونا وصایت و خلافت اور جانشینی و امامت ہے، بیشک آیت کا تقاضا ہے کہ کسی نبی و رسول و پیشوائے خلق کے بعد درصورتیکہ اُسکی ذریت اُسکے نقش قدم پر چلنے والی اور متبع و مومن ہو تو اُسکی جانشینی و قائم مقامی کا استحقاق اغیار کی بہ نسبت اُسکی ذریت کو

حاصل ہوگا۔ نظام مقررہ الٰہی یہی ہے اور سنت مستمرہ ربانی اسی کی مقتضی ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔ اسکی نظیر کو بھی حضرت احدیت عز اسمہ نے امت رسالتمآب کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ولقد ارسلنا نوحا وابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب "ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور انکے بعد انکی ذریت میں نبوت وکتاب کو باقی رکھا"۔

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ نوح وابراہیم کی جانشینی انکے بعد انکی ذریت کو عطا کی گئی وہ بحیثیت نبوت تھی اسلئے کہ نوح وابراہیم پر نبوت کا خاتمہ نہوا تھا، اب اگر ختم نبوت کی بنا پر نبوت نہیں تو کتاب تو باقی ہے جسکی وراثت کے انتخاب کا خدا نے اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا کہکر اظہار فرمایا ہے۔ اس غرض سے جانشینی کیلئے ذریت کا استحقاق فراموش ہونیکے قابل نہیں ہے۔

(۹)

ہر زمانہ کے لوگوں کیلئے امام ہے

جناب احدیت نے ارشاد فرمایا ہے یوم ندعوا کل اناس بامامھم "وہ دن جب ہم ہر زمانہ کے لوگوں کو ان کے امام کیساتھ بلائینگے"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر زمانہ کے لوگوں کیلئے کوئی امام ہے اور امام کے ساتھ بلانے کی غرض ان لوگوں کے سوائے اسکے کوئی نہیں جس کا خداوند عالم نے کچھ اشخاص سے خطاب کرکے اظہار فرمایا ہے

Presented by Ziaraat.Com

کہ جعلنا کم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا "ہم نے تم کو امت وسط یعنی بہترین اخلاق واوصاف مین حد اعتدال پر قائم رہنے والی جماعت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگون کے اعمال کے گواہ ہو اور رسول تم سب کے اوپر گواہ ہے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ بہ اشخاص جو لوگون کے ساتھ بلائے جائینگے وہ ہین جو رسول کے ماتحت اور تمام امت کے رئیس و حاکم ہین اور انہی کو امام کہا جا سکتا ہے۔

انہی کی معیت اور اتباع کا ہر زمانہ والون کو حکم دیا گیا ہے کہ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین "خدا سے تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ رہو"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ مین ایسا وجود ہے کہ جو صدق فی القول والعمل کیساتھ حقیقی معنی مین عصمت کے مرادف ہے متصف ہو۔

اسی کے ساتھ حجت خدا تمام ہوتی ہے اور یہی حقیقی رہنمائے امت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے انما انت منذر ولکل قوم ھاد "تم (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے (پیغمبر) ہو اور نسل انسانی کے ہر طبقہ کیلئے ایک رہنما ہے"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل انسانی کے ہر طبقہ کیلئے ایک رہنمائے حقیقی کا وجود یقینی ہے

ع اسکے حقیقی معنی سوائے "معصوم" کے اور کچھ نہین ہو سکتے۔

(۱۰)

جو چیز ہو اور آنکھوں سے دکھلائی نہ دے وہی غیب ہے،

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ غائب کے معنی معدوم کے نہیں ہیں ورنہ غائب وہی ہے
جو آنکھوں کے سامنے موجود نہ ہو بلکہ غائب وہ ہے کہ جو موجود ہو لیکن آنکھوں سے اوجھل۔
سابقہ بیانات سے ہر زمانہ میں ایک منتخب شدہ امام خلق حجت خدا رہنمائے حقیقی صادق
مطلق یعنی معصوم کا وجود ثابت ہو گیا اور معلوم ہوا کہ وہ نسل انسانی کے ہر دور میں
موجود ضرور ہے۔ اسکے ساتھ ہم اگر آنکھیں کھول کر مشاہدہ کریں، جستجو کریں ڈھونڈیں
لیکن اس کا سراغ نہ ملے، آنکھوں سے دکھلائی نہ دے، اسکا مشاہدہ نہ ہو تو اسکے
معنی یہی ہونگے کہ وہ غائب ہے اور پردۂ قدرت میں مستور انما الغیب للّٰہ فانتظروا
انی معکم من المنتظرین غیب کا تعلق خدا سے ہے، اسکے انتظار کی ضرورت ہے۔

(۱۱)

غیب کی کچھ نہ کچھ حقیقت ہے

اور

اس پر ایمان ضروری ہے

اسکے ساتھ جب ہم قرآن مجید کا مشاہدہ کرتے ہیں تو اس میں بہت نمایاں

الفاظ مین نظر آتا ہے کہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔

"وہ ہدایت ہے خدا کا خوف رکھنے والون کیلئے جو غیب پر ایمان لائے ہوئے ہین اور نماز پڑھتے ہین اور ہمارے دئے ہوئے رزق سے خیرات دیتے ہین اور جو ایمان لائے ہین تمھارے اوپر نازل شدہ شریعت پر اور اُس شریعت پر جو تمھارے قبل نازل ہوئی تھی اور آخرت کا یقین رکھتے ہین۔ یہی لوگ اپنے رب کی جانب سے ہدایت پر ہین اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہین"

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان باللہ (جو تقوے کے اندر آگیا) ایمان بالیوم الآخر (جو آخر مین مذکور ہے) ایمان بما انزل علی النبی اس سب کے علاوہ غیب کوئی چیز ہے جس پر اعتقاد معیار تقویٰ و ایمان ہے اور اُس پر ہدایت و فلاح کا انحصار ہے

(۱۲)

مذکورہ بالا نظائر و تعلیمات کو سامنے رکھکر جب ہم رسالتمآب ؐ کے بعد فرق اسلام کے آراء و خیالات کا جائزہ لیتے ہین اور تلاش کرتے ہین ایک ایسی جماعت کو جس کے عقیدہ مین (۱) امت رسالتمآب ؐ مین (مثل امت موسیٰ) ائمہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ ہون۔ (۲) اُنکی تعداد (مطابق تعداد نقبائے بنی اسرائیل) بارہ ہو۔

(۳) رسول کا وصی وجانشین (مثل جانشین حضرت موسیٰ) اُن کا بھائی ہو (۴) سلسلۂ امامت وجانشینی رسالتمآب اور اُنکے بھائی کے بعد اُنہی کی ذریت (اولاد) مین یکے بعد دیگرے قائم رہے (۵) یہ ائمہ (مثل ائمہ مقرر شدہ بنی اسرائیل) غلطی اور نافرمانی سے مبرا حقیقی معنی مین یھدون بامرنا کے مصداق ہون اور وہ وارث کتاب ہون باین معنی کہ قرآن کی حقیقی تاویل وتفسیر کا علم اُن سے مخصوص ہو اور وہ لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض کے بموجب قرآن کے ساتھ انتہائی ارتباط واختصاص رکھتے ہون (۶) ہر زمانہ مین ائمہ معصومین مین سے ایک کا وجود ضروری ہو اور ہر عہد مین ایک نہ ایک باقی رہے جو امام خلق اور شہید علی الناس اور صادق مطلق اور ہادی حقیقی سمجھا جا سکے (۷) اُن مین سے آخری فرد کا وجود ہو لیکن پردۂ غیبت مین مستور اور اُس پر ایمان لانا ایمان بالغیب کے تحت مین ضروری ہو بیشک جب ہم تلاش کرتے ہین تو یہ تمام امور سوائے فرقۂ شیعہ کے کسی اسلامی فرقہ کے تعلیمات مین نظر نہین آتے اور معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے مذکورۂ بالا نظائر وتعلیمات سوائے امامت ائمہ اثنا عشر کے جن کا شیعۂ امامیہ اثنا عشریہ اعتقاد رکھتے ہین کسی پر منطبق نہین ہو سکتے۔

واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم

علی نقی النقوی عفی عنہ (لکھنؤ)

۲۷ صفر ۱۳۵۲ھ

PRINTED BOOK